Day: ____________ Date: ____________

حضور اکرم ﷺ بطور پیامبرِ امن و سلامتی

حضور نبی اکرم ﷺ از روئے قرآن چونکہ آفاقی اور دائمی نبی اور رحمۃ للعالمین بھی ہیں اس لیے آپ ﷺ نے دنیا کو جو پیغام، پروگرام اور حکومتی، سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی نظام دیا، اس کا ایک بڑا مقصد دنیا بھر سے ظلم و ناانصافی کا خاتمہ، انسانیت کی تعظیم و تکریم، انسان کے بنیادی حقوق کی حفاظت، تمام اسبابِ فتنہ کا قلع قمع اور جرائم کی بیخ کنی کے ذریعے عالمی سطح پر امن و امان کا قیام اور ہر انسان کے جان و مال اور عزت و آبرو کے لیے تحفظ و سلامتی کا سامان کرنا بھی تھا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی ساری زندگی اور اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد کا طرزِ عمل اور متعدد اقدامات امن پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہیں جنہیں ہم حضور ﷺ کی حد درجہ دوراندیشی، زیرکی، باطنی بصیرت، انتہا درجے کی عقلمندی، معاملہ فہمی اور صبر و برداشت جیسے اوصافِ حمیدہ یا نورِ نبوت کا نتیجہ قرار دے سکتے ہیں یہاں تک کہ ایامِ شیر خوارگی اور بالکل بچپن میں بھی آپ ﷺ کے طور اطوار اور بعض عادات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ امن پسندی اور صلح جوئی آپ ﷺ کی سرشت اور جبلت و فطرت میں داخل تھی

امن و سلامتی کے لیے اقدامات:

نبی رحمت ﷺ آج کل کی بعض بڑی طاقتوں اور سیاستدانوں کی طرح امن و سلامتی کے زبانی کلامی دعویدار نہیں تھے بلکہ آپ ﷺ نے امن و سلامتی کا ایک اعلیٰ نمونہ بن کر دکھایا۔ امن و سلامتی کی تعلیمات و ہدایات اور بدامنی کے تمام اسباب و محرکات کا قلع قمع کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے زندگی بھر اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد امن و سلامتی اور صلح

Day: Date:

و آشتی کے لیے حلف الفضول میں شرکت، قریش مکہ کی ایذا رسانی پر صبر، ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ، میثاقِ مدینہ اور اس جیسے متعدد اقدامات فرمائے۔ ذیل میں امن و سلامتی کے لیے اٹھائے گئے آپ کے چند نادر اقدامات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے:

1۔ صلح حدیبیہ: امن پسندی کا منہ بولتا ثبوت:

حضور نبی اکرم ﷺ کی امن پسندی، لڑائی جھگڑے اور دنگا فساد سے گریز، امن و امان کی خاطر اپنی انا کو آڑے نہ آنے دینے اور صلح جوئی کا سب سے بڑا ثبوت حدیبیہ کے مقام پر اہلِ مکہ کے ساتھ دس سال کے لیے جنگ بندی اور صلح کا تاریخی معاہدہ ہے۔ اس معاہدہ کے پس منظر اور پیش آمدہ واقعات کی تفصیل حدیث و سیرت کی تمام کتابوں میں موجود ہے۔ اہلِ علم سے یہ امر مخفی نہیں کہ اس موقع پر چودہ سو جانثار صحابہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے جنہوں نے مر مٹنے پر دستِ نبوی ﷺ پر بیعت بھی کر رکھی تھی اور ان میں وہ جانباز بھی موجود تھے جنہوں نے میدانِ بدر میں اہلِ مکہ کے ایک ہزار جنگجوؤں پر مشتمل مسلح لشکر کو شکست دی تھی۔ یہ مسلمان یقیناً اس پوزیشن میں تھے کہ اگر حضور ﷺ اشارہ فرما دیتے تو قریش کے نہ چاہنے کے باوجود وہ زبردستی مکہ میں داخل ہو جاتے اور عمرہ کر کے ہی واپس ہوتے مگر آپ ﷺ نے شہرِ حرم کی حرمت، بعض بڑے مقاصد اور امن کی خاطر اہلِ مکہ کی من مانی شرائط پر بھی جنگ کی بجائے صلح کو ترجیح دی۔

ان شرائط سے شکست خوردگی کا تاثر مل رہا تھا۔ ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر قریش کا کوئی آدمی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر آپ کے پاس چلا آئے گا تو آپ ﷺ اسے واپس لوٹائیں گے اور اگر آپ ﷺ کا کوئی آدمی قریش کے پاس چلا گیا تو وہ اسے واپس نہیں بھیجیں گے مسلمانوں

کو یہ شرائط اور اتنا دب کر اور اتنا مرعوب ہو کر صلح کرنا پسند آیا ان میں شدید بےچینی کی فضا پیدا ہو گئی تھی حتی کہ حضرت عمر فاروقؓ سے زیادہ دیر ضبط نہ ہو سکا اور انہوں نے ایمانی حمیت اور غیرت میں حضورؐ کے سامنے جسارت کرتے ہوئے اپنے تحفظات اور اشکالات کا اظہار بھی کر ڈالا جس کا انہیں زندگی بھر افسوس رہا اور اسکی تلافی کے لیے نفلی عبادات اور صدقہ خیرات بھی کرتے رہے حضورؐ اپنے نورِ نبوت سے اس صلح میں متعدد قسم کی فتوحات پر مشتمل جو فتح مبین اور جنگ بندی اور امن و امان کے نتیجے میں اسلام کا فروغ اور اللہ کی منشا دیکھ رہے تھے، وہ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کو نظر نہیں آ رہی تھیں۔ اس لیے آپؐ نے ان کی تسکین اور ہر قیمت پر معاہدہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پورے وثوق اور اللہ پر بھرپور اعتماد سے صحابہؓ پر واضح فرما دیا:

میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں ہرگز اس کے حکم کے خلاف نہیں کروں گا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں ہونے دے گا۔ (صحیح بخاری)

۲۔ دیگر مذاہب کی تصدیق و تصویب نہ کہ تکذیب:

معاشرے میں امن و سلامتی کے لیے اٹھائے گئے اقداماتِ نبویؐ میں سے ایک انتہائی مؤثر قدم دوسرے مذاہب کی تصدیق ہے۔ بدامنی، لڑائی جھگڑا، باہمی عداوت و نفرت اور عدم تحفظ و سلامتی کا ایک بہت بڑا سبب مذہبی تعصب یا دوسرے مذاہب و ادیان کی تکذیب اور ان مذاہب کے پیروکاروں کے مذہبی جذبات و احساسات کو ٹھیس پہنچانا ہے۔ بعثتِ نبویؐ کے وقت یہود و نصاریٰ میں مذہبی تعصب اس حد تک موجود تھا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے سوا باقی تمام مذاہب کو جھوٹا اور نجات

Day: Date:

کے لیے کافی نہیں سمجھتا تھا۔ اس کے برعکس نبیؐ نے پیمبرِ امن و سلامتی ہونے کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کبھی نہیں کہا کہ دیگر مذاہب جھوٹے اور ان کے ماننے والے جہنمی ہیں بلکہ اعلان فرمایا کہ دنیا کا ہر مذہب اپنی اصل میں سچا اور خدا کی طرف لے جانے والا ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی تحریف اور حذف و اضافہ نہ ہوا ہو۔

اس طرح 7 ہجری میں آپؐ نے قیصرِ روم اور شاہ حبشہ وغیرہ عیسائی حکمرانوں کے نام جو دعوتی خطوط ارسال فرمائے ان میں یہ درج نہ تھا کہ عیسائیت جھوٹا مذہب ہے اسے ترک کر دو بلکہ انہیں دعوت دی گئی جسے قرآن نے یوں بیان فرمایا:

اے اہلِ کتاب آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم خدا کو چھوڑ کر اپنے میں سے بعض کو رب نہ بنالیں۔

اس سے بڑھ کر صلح کل، رواداری، وسعت قلبی اور فراخ نظری کا مظاہرہ کیا ہو سکتا ہے۔ سید سلیمان ندوی کہتے ہیں کہ تمام مذاہب میں تمام پیغمبروں کو مانے بغیر داخل ہوا جا سکتا ہے لیکن محمدؐ نے یہ ناممکن کر دیا ہے کہ کوئی ان کی پیروی کا دعویٰ کر کے ان سے پہلے کسی پیغمبر کا انکار کرے۔

3. **غزواتِ نبویؐ اور نقضِ امن کا شبہ:**

محض دعوت و تبلیغ دین کے جرم میں تیرہ سال تک اہلِ مکہ کے مظالم برداشت کیے، شعب ابی طالب میں محصور رہے حتیٰ کہ اپنے آبائی اور محبوب وطن اور گھر بار چھوڑنا قبول کر لیا مگر بلد امین کے امن و امان میں کسی قسم کا خلل ڈالنا پسند نہ فرمایا لیکن اہلِ مکہ نے خدا واسطے کے بغض اور اپنی رعونت و بڑائی کے بے بنیاد زعم میں اہلِ ایمان کو

جب مدینہ منورہ میں بھی امن و امان سے نہ رہنے دیا، ان کے جان و مال کی سلامتی کے لیے خطرہ بن گئے تو حضور ؐ نے غزوات کیے۔ اگر مشرکین مکہ کی طرف سے ریاست مدینہ کے امن کو ٹھیس نہ پہنچائی جاتی، جان بوجھ کر چھیڑ چھاڑ نہ کی جاتی، حالات خراب کرنے کی کوشش نہ کی جاتی اور مدینہ پر چڑھائی نہ کی جاتی تو شاید جنگ کی کبھی نوبت نہ آتی مگر بھی حضور ؐ کو بھی میدان جنگ میں آنا پڑا۔

1. حضور ؐ اور اہلِ ایمان جب مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ میں آگئے تو اہلِ مکہ کو اب اطمینان ہو جانا چاہیے تھا کہ دشمن بھاگ گیا ہے مگر انہوں نے حبشہ میں مہاجرین کا پیچھا کیا، آپ ؐ کا پیچھا کیا اور وہاں کے رئیس عبداللہ بن ابی کو یہ دھمکی آمیز خط لکھا کہ ان لوگوں کے خلاف جنگ کی جائے یا انہیں شہر سے نکال دیا جائے نہیں تو قریش مکہ ان کے خلاف جنگ کریں گے۔

2. غزوہ بدر سے قبل مسلمانوں اور اہلِ مکہ کے درمیان کئی جھڑپیں ہوئیں جن کا سبب قریش کی غارت گری تھا۔ وہ مدینہ منورہ کے ارد گرد آکر مسلمان چرواہوں کو قتل کر دیتے اور ان کے جانور لوٹ کر لے جاتے۔ جیسا کہ کرز بن جابر فہری نے اس طرح کی غارت گری کی تھی۔

3. غزوہ بدر کے موقع پر اہلِ مکہ ایک ہزار کے مسلح لشکر کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کرنا چاہتے تھے جنہیں حضور ؐ نے بدر کے مقام پر روکا اور شکست دی۔

4. غزوہ احد کے موقع پر بھی اہلِ مکہ تین ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ پر چڑھ دوڑے حضور ؐ نے اپنے دفاع میں ان سے جنگ لڑی۔

5. غزوہ خندق میں بھی اہلِ مکہ نے دیگر قبائل کو ساتھ مل کر 24000 کے لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ کا گھیراؤ کیا اور حضور ؐ نے خندق کھود کر شہر کا دفاع ممکن بنایا۔

غرض یہ کہ ابتدائی غزوات میں حضور ؐ اپنے دفاع میں تھے اور اس کے بعد کی غزوات جیسے غزوہ تبوک، غزوہ خیبر، فتح مکہ میں اگرچہ

پیش قدمی کی گئی مگر وہ اس لیے کہ سر پر منڈلاتے خطرات اور سازشیں مزید شدت اختیار نہ کر جائیں۔

4. نقضِ امن کے اسباب کی ممانعت و مذمت:

حضور ﷺ نے ہر ایسے امر سے منع فرمایا اور اس کی مذمت فرمائی جو معاشرے کے امن و امان میں خلل انداز یا اشتعال انگیزی اور لڑائی جھگڑے کا باعث و سبب بن سکتا ہے اور ایسے تمام امور کی حوصلہ افزائی فرمائی جو معاشرے میں باہمی محبت، رواداری اور صلح و آشتی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ذیل میں چند امور درج ہیں:

(i) تنگ نظری کی ممانعت:

تنگ نظری سے مراد رنگ، نسل، وطن اور عقیدہ و مذہب میں اختلاف کی بنیاد پر اپنے مخالف کو برداشت نہ کرنا اور اس سے زندگی کا حق چھین لینے کی کوشش کرنا۔ آپ ﷺ نے ایک مملکت کے سربراہ ہوتے ہوئے اپنے مخالفین کی بدتمیزیوں کو برداشت فرمایا اور ان سے درگزر اور صلح کا معاملہ روا رکھا۔ نجران کے عیسائی وفد کے ساتھ مذاکرات اور گفتگو کے دوران ان کی عبادت کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ نے کھلے دل سے انہیں مسجد نبوی ﷺ میں ان کے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی۔ پھر اسلام سے ان کے انکار کے باوجود انہیں امان نامہ بھی عنایت فرمایا۔

(ii) عصبیت کی نفی:

عصبیت یہ ہے کہ آدمی کسی کی محض اس بنیاد پر حمایت کرے کہ وہ اس کی قوم اور برادری سے تعلق رکھتا ہے چاہے وہ ناحق، غلط اور دوسروں پر ظلم کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے عصبیت کی طرف بلایا اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جس نے محض عصبیت کی بنا پر جنگ کی

Day: ______ Date: ______

اور وہ آدمی بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت کے جذبہ پر مر گیا۔
پھر ایک مسلمان کے لیے نبی رحمت ﷺ کی طرف سے لاتعلقی کے اعلان سے بڑھ کر بڑی بدنصیبی اور بدبختی یا سزا کیا ہو گی۔

(iii) ہتھیار سے اشارے سے ممانعت:

کسی آدمی کی طرف اسلحہ سے اشارہ سے آدمی خوف زدہ ہو جاتا ہے اور وہ اسلحہ غیر ارادی طور پر چل جائے تو سامنے والا جان سے جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اسکے ہاتھ میں کپکپی طاری کر دے پھر وہ جہنم کی آگ میں جا گرے۔

اب بھائی مسلمان کے علاوہ غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے۔ گویا غیر مسلم کو بھی اس انداز میں ڈرانا دھمکانا جائز نہیں کیونکہ فرشتے بھی لعنت دیتے ہیں۔

(iv) ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کی ممانعت:

کسی کو ڈرانا اور خوفزدہ کرنا بھی چونکہ انسان کے ذہنی اطمینان اور امن و امن میں خلل انداز ہوتا ہے۔

کسی مسلمان کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔

یہ تو معمولی قسم کے خوف پیدا کرنے سے ممانعت ہے تو بڑی سطح پر دہشت گردی پھیلانے کا جو از کہاں بنتا ہے۔

(v) سلام کہنے کی تعلیم و تلقین:

سلامتی کی دعا
سلام صرف مخاطب یا ملاقاتی اعتبار سے نہیں بلکہ اس بات کا اعلان ہے کہ تم میری طرف سے بالکل محفوظ ہو۔ سلام صرف اس انسان تک مخصوص نہیں جسکو آپ جانتے ہوں بلکہ اسکے لیے بھی ہے جسے آپ نہ جانتے ہوں۔ سلام کی تعلیم و ترکیب امن و آشتی کے آغاز کا ایک نمونہ ہے۔

Day: ____________ Date: ____________

5. حضور ﷺ کے نظام کا مقصد – عالمی امن کا قیام:

آپ ﷺ نے دنیا کو جو حکومتی، سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی نظام دیا اس کا مقصد ظلم کا خاتمہ، انسانیت کی تعظیم، عالمی سطح پر امن کا قیام تھا۔ آپ ﷺ نے پچھلی امتوں پر ہونے والے مظالم کا حوالہ دے کر صحابہ کی حوصلہ افزائی کی اور ہر ممکن مواقع پر کفارِ مکہ کو معاف کیا

6. حضور ﷺ کی سرشت میں امن پسندی:

ایام شیر خوارگی اور بالکل بچپن سے ہی آپ ﷺ کے اطوار سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی جبلت میں ہی صلح جوئی اور امن پسندی شامل ہے۔ عبودیت الٰہی کا جذبہ لیے پیدا ہونے والا بچہ جب عظیم انبیاء کی گود میں پلا تو اس میں یہ صفات شامل ہونا ہی تھیں۔

خلاصہ بحث:

حضور ﷺ دنیا میں عالمی اور دائمی نبی کی حیثیت سے رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے۔ اس کا لازمی تقاضا تھا کہ آپ ﷺ دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائیں۔ آپ ﷺ نے دنیا کو جہالت سے نکالا اور امن و سلامتی کی راہ میں لگایا۔ آج بھی اگر ہم آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے رہیں تو دنیا امن کا گہوارہ بنتی رہے گی۔

Feedback
.improve hand writing as there are writing mistakes
.add Quranic verses